مغربی پاکستان پلس مشرقی پاکستان مساوی موجودہ پاکستان

عنایت اللہ

ا۔پہلے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان **ملک** کے دو صوبے تھے ۔ ہر صوبے میں دس پندرہ وزیر و مشیر اور ایک گورنر ہوتا تھا۔ دونوں صوبوں کا وزیر اعظم اور صدر ایک ہوتا تھا۔ سیاستدان اقتدار کی جنگ میں ایک صوبے کے عوام کو دوسرے صوبے کے عوام کے خلاف استعمال کرتے رہے۔ حالانکہ کسی بنگالی نے کسی مغربی پاکستانی بھائی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی یا حق تلفی کبھی نہ کی ۔اسی طرح کسی مغربی پاکستانی نے کبھی کسی مشرقی پاکستانی سے کوئی ظلم اور زیادتی نہ کی ۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کے پروردہ بے رحم خودغرض اقتدار پرست، ملی مجرم سیاستدانوں کی ذاتی اقتدار اور مال و دولت کے حصول کی جنگ اور چپقلش نے **ملک** کو دولخت کر دیا۔ ملت اس المیہ پر خون کے آنسو روتی اور بہاتی رہی اور آج تک بہا رہی ہے۔

۲۔ان بدنصیب سیاستدانوں، حکمرانوں نے آپس میں اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کا ملکی اور صوبائی سطح پر فقدان پیدا کیا، ایک دوسرے کے حقوق کا پاس اور تحفظ نہ کیا، مرکزی حکومت میں صدر پاکستان، وزیر اعظم اور وزیروں کی نسبت تناسب کو برقرار نہ رکھا۔ اعلیٰ اور منوثر وزارتوں اور کمائی والی وزارتوں کے جھگڑے بڑھتے گئے، اسمبلیوں کے اختلافات اسمبلیوں میں ختم کرنے کی بجائے، انہوں نے اپنے اپنے صوبوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت و نفاق اور تعصب کی آگ ایسی جلائی۔ الیکشن ہوا۔ مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان میں مجیب الرحمٰن صاحب کی عوامی لیگ کامیاب ہو کر سامنے آئیں۔ عوامی لیگ کا مینڈیٹ زیادہ تھا۔ اسکو حکومت بنانے کا موقع نہ دیا گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ادھر ہم، ادھر تم کا نعرہ لگایا۔ اس سیاسی اقتدار کے اختلافات نے مشرقی پاکستان کے حالات بگاڑ دیئے۔ مشرقی پاکستان کی عوام کو کنٹرول کرنے کیلئے مشرقی پاکستان فوج کے حوالے کر دیا گیا۔ ان صوبہ پرست سیاسی غاصبوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ فوج نے اس بغاوت کو کچلنے کیلئے طاقت کا استعمال کیا ہندوستان نے مشرقی پاکستان کے سیاستدانوں اور عوام کے ایماپر انکا ساتھ دیا اور پاکستانی افواج پر حملہ کر دیا۔ ہندوستان اور مشرقی پاکستان کی مکتی باہنی نے مشرقی پاکستان میں نوے ہزار فوج سے ہتھیار ڈلوا لئے، انکو قیدی بنالیا۔ ایک المیہ رونما پذیر ہوا۔ جسکے خالق اس وقت کے بدنصیب مشرقی اور مغربی پاکستان کے اقتدار پسند سیاستدان اور مارشل لا کے جرنیل حکمران تھے۔ یہ المیہ مسلم امہ کی تاریخ میں ایک بدترین سیاہ دھبہ بن چکا ہے۔ اس طرح ان بدقماش، اقتدار پسند سیاستدانوں اور حکمرانوں نے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کو الگ الگ **ملک** بنا دیا۔ عوام ان ملکی رہزنوں اور ملی مجرموں کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

۳۔ مغربی پاکستان کا نام پاکستان اور مشرقی پاکستان کا نام بنگلہ دیش رکھ دیا گیا۔ اس علیحدگی پر ملت خون کے آنسو روئی۔ اور دردناک صدمہ سے گذر گئی۔ جسکے رنج، دکھ اور اذیت کو، الفاظ احاطہ کرنے سے آج بھی قاصر ہیں۔

۴۔ ملت اس صدمہ کی اذیت میں بری طرح مبتلا تھی۔ اس دوران ان سیاستدانوں حکمرانوں اور انکے اعلیٰ عہدوں پر فائز افسر شاہی کے کارندوں نے ایک اور ایسا کمال کر دکھایا۔ کہ انہوں نے مغربی پاکستان کے چار اور مشرقی پاکستان بنا دیئے۔ انہوں نے اقتدار کی نوک پر

ملک وملت کی جمعیت اور وحدت کو مزید چار صوبوں پنجاب، سرحد، بلوچستان، سندھ میں منقسم کر دیا۔

۵۔ کسی کو احساس تک نہ ہونے دیا۔ کہ اس طریقہ کار سے ملک کی معیشت پر کتنا بوجھ پڑے گا۔ اور اس کے معاشی اور معاشرتی دوررس نتائج کیا ہوں گے۔ غریب عوام، مفلس عوام، بیروزگار عوام، تنگ دست اور خوراک ولباس سے محروم عوام، خودکشیاں اور خودسوزیاں کرنے والی عوام ان چار اسمبلیوں کے ممبران وزیروں مشیروں، وزیراعلیٰ، گورنرز انکے سیکٹریوں، ایڈیشنل سیکٹریوں، جائنٹ سیکٹریوں، ڈپٹی سیکٹریوں، سیکشن آفیسروں اور دوسری سرکاری عملہ، انکی شاہی رہائشوں، شاہی تنخواہوں، شاہی سامان تعیش، شاہی گاڑیوں، پٹرول اور بیشمار شاہی سرکاری سہولتوں کے اخراجات اور بجٹ کیسے مہیا کریگی۔ وہ تو صرف اقتدار حکمرانی اور ملکی وسائل، مال و دولت، اور خزانے کی بندر بانٹ پر ہر جائز و ناجائز حربہ سے اپنے اپنے صوبے پر اپنی گرفت مضبوط رکھ کر اسے لوٹنا چاہتے تھے۔ یہ بدنصیب سیاسی حکمران ٹولہ اور انکے اعلیٰ عہدوں پر فائز سرکاری افسر شاہی اور منصف شاہی کے اہلکار اپنے اپنے صوبوں پر اپنی تعداد بڑھانے اور اپنی گرفت مضبوط کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح سیاسی رہزنوں نے ملک وملت کی عوام کو لوٹنے کا ایک لامتناہی جرائم پر مشتمل حکومتی نظام کا کالا قانون بنا لیا، جسکی سزا عوام، انکی نسلیں برداشت کرنے پر آج تک مجبور ہیں۔

۶۔ اینٹی کرپشن جمہوریت کا طرز حکومت بھی کیسا طرز حکومت ہے کہ لوٹ مار میں برابر کا حصہ نہ ملنے پر انہی سیاستدانوں نے پھر سے صوبوں کی علیحدگی کے بگل دوبارہ بجانے شروع کر دیئے ہیں۔ سرحد میں نیپ، پونم کی شکل میں علیحدگی پسندوں نے ڈیم کا ایشو بنا کر اپنے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ سندھی پانی کی قلت کا شکار ہیں۔ بلوچی سردار گیس کی دولت پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔ پنجاب والے گندم، چاول اور کپاس کو اپنی ملکیت اور وجہ عناد بنائے بیٹھے ہیں۔ تمام سیاسی لیڈران لوٹ مار اور ملی جمعیت کو ختم کرنے کے اس کار خیر میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ وقت کے انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب مشرقی پاکستان والے حالات دہرائے جاسکیں۔ پھر جنرل پرویز مشرف اور اسکے سیاسی حکمرانوں نے ان حالات پر قابو پانے کیلئے بلوچستان میں فوج کشی کا عمل جاری کر دیا ہے۔ پھر سرحد کے علاقہ میں امریکہ کے کہنے پر دہشت گردوں کے نام پر عوام سے جنگ جاری کر لی ہے۔ کراچی میں ایم کیو ایم نے حکومت کی ایما پر بارہ مئی ۲۰۰۷ کو لاشوں کا ڈھیر لگا دیا، جسکا اظہار جنرل پرویز مشرف صاحب نے ٹی وی پر اپنی سیاسی فوقیت سے منسوب کیا۔ پھر پاکستان کے دل اسلام آباد کی لال مسجد اور انکے دینی مدرسہ حفصہ کے معصوم، بیگناہ اخبارات کے مطابق ہزاروں طلبا اور طالبات پر اپنے ہی ملک میں فوج کشی کر کے جدید اسلحہ سے انکی لاشیں جلا اور مسخ کر کے رکھ دی ہیں۔ انکی لاشیں اور جسموں کے اعضا ملبے سے برآمد ہوتے جا رہے ہیں۔ اس ظلم و بربریت کی بنا پر عوام جنرل پرویز مشرف، افواج پاکستان اور ان حکمران سیاستدانوں کو دلی نفرت اور حقارت سے دیکھ رہے ہیں۔ انکی اس بدعملی اور اقتدار پسندی کیوجہ سے پولیس اہلکاروں اور افواج پاکستان کی سپاہ پر حملے اور انکا قتال شروع ہو چکا ہے۔ جس کے ذمہ دار جنرل پرویز مشرف اور انکے مجرم سیاسی حکومتی رفقا ہیں۔ جنہوں نے اس ایک جرنیل کی غلط پالیسیوں کی بنا پر افواج پاکستان کی عوام کے دلوں میں عظمت و عزت ختم کر دی، ملک کے اس انمول اور قیمتی سرمائے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، افواج پاکستان اور عوام کو آپس میں جنگ میں الجھا دیا۔ یہ ملی مجرم بن چکے ہیں، اس وجہ سے انکی، انکے لواحقین کی زندگیاں خطرے میں پڑ چکی ہیں۔ نیک دل، محب وطن، اعلیٰ اہلیت کے وارث کور کمانڈر اس

سانحہ سے **ملک** وملت کونجات دلا سکتے ہیں۔عوام اورافواج پاکستان کی دوری نفرت،نفاق کی آگ کو بجھا کر امن وسکون کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔ورنہ یہ **ملک** خانہ جنگی کی طرف تیزی سے آگے بڑھتا جارہا ہے۔ان حکومتی دہشت گردوں نے خودکش حملہ آوروں کوجنم دیدیا ہے۔

۷۔ ہرصوبہ میں مشرقی پاکستان والی فضا تیزی سے پھیل رہی ہے۔مرکزی حکومت کمزوراوراپنی اہمیت اورافادیت ضائع کئے جارہی ہے۔ صوبوں اورمرکز میں وسائل،مال ودولت کی تفاوتی تقسیم سے کھچاؤپیداہوتا جارہا ہے۔تمام صوبوں کے ایم پی اے،ایم این اے اورسینٹ کے ممبروں کی تعدادتقریباًبارہ چودہ سوکےقریب پہنچ چکی ہے۔ملکی بجٹ کولوٹنے کیلئے اسمبلی ممبران کی تعدادبڑھانا،وزیروں،مشیروں کی تعدادبڑھانا،انکے ساتھ انکے سرکاری عملہ کی فوج بڑھانا اورافسر شاہی،منصف شاہی کی فوج ظفرموج بڑھانے کیلئے ضلعوں کی تعداد بڑھانے کا گھناؤنا کھیل جاری ہے۔انکی آفیسر اوربیٹ مین کی طبقاتی اعلیٰ تنخواہوں اورتفاوتی سرکاری مراعات میں بے پناہ اضافہ ملکی معاشیات کا کینسربن چکا ہے،اس کرپٹ نظام میں جتنی انکی تعدادبڑھتی جائیگی اتنے ملکی اخراجات،اتنی کرپشن اورانارکی کی آگ **ملک** میں پھیلتی جائیگی۔خدارا،**ملک** وملت کواینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت اوران غاصبوں اورظالموں سے بچالو۔

۸۔چاروں صوبوں میں سیاستدانوں،حکمرانوں کی شاہی رہائشیں،عالی شان دفاتر کی بلڈنگیں،قیمتی گاڑیاں،ٹیلی فون،ہیلی کاپٹر،جہاز،ملکی خزانہ،وسائل اور ہرقسم کی سرکاری سہولتیں ان کے رحم وکرم پر ہوتی ہیں۔ان کے سرکاری محل اورذاتی عشرت کدے **ملک** کے اندراوربیرونی ممالک میں قائم ہیں،جوانکی معاشی لوٹ مارکے بگل بجارہے ہیں۔اہل وطن عوام الناس کوجاگنا ہوگا۔یہ **ملک** ستر فیصد کسانوں،انتیس فیصد مزدوروں،محنت کشوں ہنرمندوں،معماروں،مفلس اوربےبس مفلوک الحال عوام الناس کا ہے۔وہ انکے اس نظام حکومت اورطبقاتی معاشی نظام کابوجھ برداشت نہیں کرسکتے۔**ملک** کی تمام ملکیتیں جوانکے پاس موجودہیں وہ اسی مغربی جمہوریت کے نظام کی پیداوار ہیں اور سب کی سانجھی ہیں۔یہ **ملک** چند سیاستدانوں،آمروں،مارشل لاکےحکمرانوں اورچندجرنیلوں کانہیں،وہ ۹۹۰۹ فیصد کسانوں،مزدوروں، محنت کشوں،ہنرمندوں،عوام الناس اورنچلے درجے کے ملازمین،غریب سپاہ اورانکے لواحقین کا ہے۔**ملک** میں دین محمدیﷺ کے معاشی عدل کوقائم کرنا ہے۔تاکہ **ملک** میں تصرفانہ،طبقاتی نظام حیات کا خاتمہ ہوسکے۔

۹۔یہ سیاستدان،یہ مارشل لاکے حکمران نہ یہ مزدورہیں نہ محنت کش،نہ یہ ہنرمندوں کا کام کرتے ہیں اورنہ ہی معمار کا کام جانتے ہیں،نہ یہ بھٹوں پرا ینٹ تیارکرتے ہیں نہ فیکٹریوں میں لوہا،نہ سیمنٹ تیارکرتے ہیں،نہ بلڈنگ کی تعمیر کا کام جانتے ہیں۔نہ یہ کسان ہیں اورنہ یہ کسی اورکام سے آشنا ہیں۔نہ انہوں نے کبھی ہاتھ سے کام کیا ہے اورنہ یہ کوئی کام کرنا جانتے ہیں،وہ توصرف جاگیردار،سرمایہ دار،جرنیل، اعلیٰ عہدوں پرفائزحکمران طبقہ ہے جوسولہ کروڑاہل وطن کے فرزندان اورانکی نسلوں کے وسائل،مال ودولت،خزانہ اوراسباب پراینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام حکومت کے ذریعے قابض ہونے کافن جانتے ہیں اوراسکی بندربانٹ کرتے ہیں۔تصرفانہ زندگی،عیش وعشرت کاطریقہ،پندرہ سولہ کروڑاہل وطن کے فرزندان کی امانتوں کونگلنے کافن،اینٹی کرسچن جمہوریت کوذریعہ اقتدارکے تحفظ اورعوام کوکچلنے کیلئے اعلیٰ تنخواہوں اورشاہی سہولتوں پربھرتی کی ہوئی افسرشاہی،منصف شاہی کی سرکاری افواج جو **ملک** میں دین محمدیﷺ کے نظریات،ضابطہ حیات،تعلیمات،معاشی اعتدال ومساوات کوانکے اسمبلیوں کے پاس کردہ قوانین کے مطابق کچلنے کےفرائض اداکرتے ہیں۔سیاستدان

انکی اعلیٰ سرکاری مشینری کے ارکان کب تک ایسا کرتے جائیں گے۔جمہوریت کے الیکشن اب اس **ملک** میں نہیں ہو سکتے۔

۱۰۔مغربی دانشوروں کی تیار کردہ اینٹی کرسچن جمہوریت کی اسمبلیوں کے سیاسی پیغمبران جو اسمبلیوں کے ذریعہ قوانین وضوابط تیار کرتے ہیں، انکے اعلیٰ سرکاری مشینری کے ارکان تو مسلم امہ کے سولہ کروڑ افراد سے انکی اطاعت کروانے کے فرائض کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، وہ تو دین کے خلاف **ملک** پر مسلط اینٹی کرسچن جمہوریت کا تعلیمی نصاب،سودی معاشی نظام،جمہوریت کا ۱۸۵۷ کا ایکٹ، اسکے ضابطے ،اسکے قوانین، اسکا ٹیکس کلچر، اسکی مخلوط تعلیم، اسکا طبقاتی معاشرہ، اسکا طبقاتی معاشی کلچر، اسکا انتظامی کلچر، اسکا انتظامیہ اور تھانوں میں حکومتی اثرورسوخ،سفارش، رشوت کا کلچر، مجرم ہر جرم سے مبرا اور بیگناہ انسانوں کا پھانسی کے پھندوں پر لٹکنے کا کلچر، اس پر طرہ یہ کہ کرسچن جمہوریت کی عدلیہ ان حقائق کی آشنائی کے باوجود آنکھوں، کانوں، دل ودماغ سے معذور، وہ ایف آئی آر کی روشنی میں حکومتی پالیسیوں کے مطابق کیس نپٹانے کے پابند، وہ بھی حکومتی اثرورسوخ،سفارش، رشوت کے کلچر کے قانونی پابند۔سولہ کروڑ اہل وطن کے فرزندان میں سے کوئی بھی فرد انکے نظام اور سسٹم کو توڑنے کی سکت نہیں رکھتا۔انتظامیہ اور عدلیہ کے افسران کی کیا مجال کہ وہ انکے احکام کی حکم عدولی کر سکیں۔یہ کیسے ممکن ہے کہ ان حالات اور اس مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی سرکاری اطاعت کے بعد کوئی فرد یہ کلیم کر سکے کہ پاکستان ایک آزاد اسلامی نظریاتی ریاست ہے تو اس سے بڑا سچ اس دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔جب ملت کے فرزندان اینٹی کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی کی تقلید میں انگریزی زبان کی نرسری سے پی ایچ ڈی تک کی تعلیمات، اسی کا سودی معاشی نظام اور اسکی تعلیمات کے سکالر، انگریز کا مسلط کیا ہوا ۱۸۵۷ کا ایکٹ اور اسکی روشنی میں انتظامیہ اور عدلیہ کی قانون سازی، اسی کیمطابق تعلیمی نصاب کے بار ایٹ لا کے انتظامی اور قانونی دانشور،مخلوط تعلیمی نظام کے مادر پدر آزاد جنسی آزادی کے شاہکار ارکان،طبقاتی تعلیمی اداروں کے برہمن اور شودر حاکم اور محکوم، آقا اور غلام کی تہذیب پر مشتمل معاشرے کی بنیاد قائم ہو۔اے اسلامی جماعتوں کے رہنماؤ اپنے تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے ملکر اس مسئلہ کی عقدہ کشائی تو فرماؤ! جب ہم نے سرکاری اطاعت کرسچن جمہوریت کے ان بالا ضابطوں کی کرنی ہے تو اسکے بعد مسلم امہ کا دین کیساتھ کیا تعلق رہ جاتا ہے! جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہیں تو اسلام کیسا اور مسلم امہ کیسی! کیا تم سب مل کر حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو مغربی اینٹی کرسچن جمہوریت کے مذہب میں کنورٹ کئے نہیں جا رہے! اے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کی تہذیب اور کلچر کے قاتلو بات کو سمجھو! وقت ہے کہ **ملک** میں دین محمدی ﷺ کا نفاذ کرو اور ملت اسلامیہ کو دین کی منزل پر گامزن کرو! گو، یہ بیماری اتنی پرانی ہے جتنا یزید، علاج آج بھی تازہ اور موجود ہے جتنے قافلہ کربلا کے سفیر حضرت امام حسین عالی مقام، اللہ تعالیٰ ہمیں انکے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔آمین

۱۱۔کسی بھی **ملک** میں معاشی عدل، معاشی اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف قائم نہ ہو تو اس **ملک** کی ننانوے فیصد معاشرتی برائیاں اس معاشی بدعملی سے جنم لیتی ہیں، **ملک**، حکمران اور عوام الناس ابتری کا شکار اور **ملک** فساد کے کینسر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔معاشرہ خودکار نظام کے تحت اخلاقی برائیوں، چوری، ڈاکہ، قتل وغارت، رشوت، کرپشن، لوٹ مار، ظلم وجبر، فتنہ فساد اور تباہی کی منزل کی طرف چل پڑتا ہے۔

کرسچن جمہوریت کے معاشی ضابطہ اور معاشی ڈھانچہ کی طرف ایک نظر تو کر دیکھو! پاکستان چند جاگیرداروں، سرمایہ داروں، بلیکیوں،

سمگلروں، نارکاٹکس، زمین مافیہ، ان پر مشتمل سیاستدانوں اور مارشل لا کے حکمرانوں کی ملکیت بن چکا ہے۔انہوں نے ملکی دولت، وسائل، خزانہ اور ملکی اقتدار پر انگریزوں کے تیار کئے ہوئے اینٹی کرپچن جمہوریت کے نظام، سسٹم اور قوانین کی تقلید سے **ملک** وملت پر مغربی جمہوریت کی حکمرانی جاری کر رکھی ہے جو انہوں نے ایک مفتوحہ **ملک** کی عوام کو محکوم رکھنے، انکی دولت، وسائل اور خزانہ چھیننے کیلئے ایسے قوانین مسلط کر رکھے تھے۔اسی نظام وسسٹم کو چلانے کیلئے انکی طبقاتی اکیڈمیوں اور اعلیٰ طبقاتی تعلیمی اداروں کی اعلیٰ قسم کے انتظامیہ اور عدلیہ کے ارکان کی سرکاری شاہی افواج تیار ہوتی رہتی ہے، جنکو وہ اپنے متقصد کے حصول کی خاطر اعلیٰ طبقاتی سرکاری مقام اور عہدوں سے نوازتے ہیں، اعلیٰ تنخواہیں، بیشمار شاہی سہولتیں اور لا متناہی اختیارات دیکر عوام الناس کے حقوق کو کچلنے کا سنگین کام انکے سپرد کردیتے ہیں، اس طرح طبقاتی معاشی اور معاشرتی نظام کی زنجیروں میں سولہ کروڑ عوام کو محبوس ومجبور اور مقید کئے ہوئے ہیں۔**ملک** کا ہر جرم معاشی اور معاشرتی نظام کا حصہ بن چکا ہے۔

۱۲۔انہی کے زیر سایہ ان آمروں کے ایم این اے ہاؤس، اسمبلی ہاؤس، کنونشن سنٹر، سپریم کورٹ ہاؤس، پریذیڈنسی اور وزیر اعظم ہاؤس، اسلامی تہذیب وتمدن اور تعلیم کے منافی ہی نہیں بلکہ نمرود، شداد اور فرعون کو شرمندہ کرتے ہیں۔وہ تو ان کی عظمت کو جھک کر سلام کرتے ہیں۔یہ بلڈنگیں، یہ عالی شان محل، یہ گھوڑ دوڑ میدان ان بدنصیب دہشتگرد سیاستدانوں بدکردار آمروں، بدقماش، عدل کش مغربی جمہوریت کے حکمرانوں پر دن رات لعنت بھیجتے ہیں۔دوسری طرف ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کو ان چند غاصبوں نے معاشی طور پر کرش کر کے رکھ دیا ہوا ہے۔انکو بدترین شودر، بدترین قیدی اور بدترین محکومی کی زندگی میں جکڑ رکھا ہے۔نہ انکو ملیں، فیکٹریاں، کارخانے لگانے کیلئے قرضوں کا اجرا، نہ انکی کوئی معافی۔حالانکہ ملی خزانہ انکی ملکیت ہے۔نہ کوئی انکی تنخواہ نہ کوئی بے روزگاری الاؤنس، نہ انکے بچوں کیلئے کوئی انگلش میڈیم سکول نہ کالج۔نہ کوئی یونیورسٹی نہ کوئی اعلیٰ اکیڈمی، نہ کوئی انکی بیماری کیلئے دوا نہ کوئی ہسپتال۔انکے حقوق سلب کر کے انکو مفلسی، غربت، تنگدستی اور بیروزگاری کی چتا میں ڈھکیلتے چلے آرہے ہیں۔اب یہ زنجیریں ٹوٹ چکی ہیں انکا زوال اینٹی کرپچن جمہوریت کے اقتدار کے ایوانوں اور ذاتی محلوں پر دستک دے رہا ہے۔دین محمدی ﷺ اور اسکے ضابطہ حیات کا نفاذ ملت کا مقدر بن چکا ہے۔

۱۳۔اس عدل کش اینٹی کرپچن جمہوریت کے رائج الوقت طرز حیات اور استحصالی ضابطہ حیات کے جرائم پر مشتمل حقائق کی روشنی میں مسلمانی کا دعویٰ کرنا اسلام کی روح کے ساتھ زیادتی ہی نہیں بلکہ اسلام اور اسلامی مملکت کے وسنیکوں کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔اس نظام نے ان سے انکی معاشی طاقت چھین لی ہے اور دین لوٹ لیا ہے، **ملک** ٹوٹ گیا، لیکن اتنے بڑے سانحہ اور اتنے بڑے المیہ سے گذرنے کے بعد بھی یہ سیاسی رہزن اپنی حرکات وسکنات سے باز نہیں آئے۔انہوں نے **ملک** کو ہر قسم کے جرائم کی آماجگاہ بنا رکھا ہے۔اینٹی کرپچن جمہوریت کے شکنجے سے عوام الناس کے معاشی حقوق سلب کر لئے ہیں۔اس نظام کا انجام انکا مقدر بن چکا ہے۔خبردار! اب **ملک** میں ان میں سے کسی نے بھی اینٹی کرپچن جمہوریت کے الیکشنوں کا نام لیا۔**ملک** وملت کو دین محمدی ﷺ کے نظام کی بالادستی اور اس نظام کو چلانے والی صالح قیادت درکار ہے۔تاکہ **ملک** میں اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف قائم کیا جاسکے۔

۱۴۔ یہ کیسا اینٹی کرپشن جمہوریت کا نظام حیات ہے کہ کروڑوں عوام الناس کو ایک طرف تو بجلی، گیس، پانی کے بل، مکان کے ٹیکس، بینکوں کے قرضوں کی اقساط، وقت پر جمع نہ کروانے کی سزائیں اتنی سخت کہ محکمے فوری کاروائی عمل میں لے آتے ہیں۔ بجلی، پانی، گیس بند اور کنکشن منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔ انکی بحالی کا نظام اس سے بھی بدتر اور اسکی اذیتیں اور بھیانک۔ ہر سیٹ پر فرعون بیٹھا ہوا ہے۔ ایسے ڈیفالٹروں کی جائیدادیں ضبط کر کے رقوم سرکاری خزانوں میں جمع کرا دی جاتی ہیں۔ دوسری طرف ان اعلیٰ برسراقتدار ممبروں، نمائندوں اور بڑے بڑے کارخانوں کے مالکوں، فیکٹریوں، ملوں، ٹیوب ویلوں، اور گھروں کے لاکھوں روپوں کے بل، انہیں محکموں کے تعاون سے بجلی، گیس اور ٹیکس چوری کر کے ہر ماہ ہضم کر لئے جاتے ہیں۔ یہ ملکی قوانین سے بالا قوانین رائج الوقت ہیں، ان چوروں کی چوری کے ثبوت اور گواہی انکی جائیدادیں چیخ چیخ کر دیتی ہیں۔ اور ان کے جرائم کی واضح نشان دہی کر رہی ہیں۔ چور اور چوکیدار مل کر چوری کرتے ہیں۔ اور اس کے تمام نشانات جرم کے ساتھ ہی مٹا دیتے ہیں۔ ان کے اور انکے عملے کے ساتھ اگر کوئی سرکاری ملازم ان کی اس بدعملی کے تعاون میں رکاوٹ بنے۔ تو ان کو ملازمتی پریشانیوں اور اذیتوں میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ انکی ملازمتیں، پینشنیں ختم کر دی جاتی ہیں۔

۱۵۔ دوسری طرف غریب عوام کے گھروں پر مارشل لا کے سپاہی اور میٹر ریڈر یونٹ چیک کرنے والے آلات سے میٹر چیک کرتے اور اگر کوئی بجلی کے میٹر کی خرابی یا کسی اور معمولی سے جرم کا مرتکب پایا جاتا ہے۔ تو اس کے خلاف فوری طور پر مقدمہ درج اور بقایا جات جمع کروا لئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اخباروں میں بھی ان مجرموں کو مشتہر کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس ان ادائیگیوں میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کر سکیں اور نہ چوں چراں کر سکیں۔ دوسری طرف ملک کے سیاسی لٹیروں، ڈاکوؤں، قرضہ خوروں اور مختلف نوعیت کے مجرموں کو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ تمام واجبات معاف اور حکومت میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ کوئی محتسب، کوئی جج، کوئی انتظامیہ یا عدلیہ کا کوئی اعلیٰ عہدیدار انکے احکام کے خلاف کوئی کام کر نہیں سکتا۔ تمام سرکاری ملازمین اور عوام مارشل لا کے جرنیل کے قیدی بن جاتے ہیں۔ لب کشائی کرنے والوں کو انکی ایجنسیاں اور مختلف اداروں کے افراد اٹھا کر لے جاتے ہیں انکا کوئی اتہ پتہ نہیں چلتا۔ سول سروس کے تمام اعلیٰ عہدوں پر فوج کے تمام میجر، کرنل، بریگیڈئیر اور جرنیلوں کی تقرریاں ہو جاتی ہیں اور ملک انکا محکوم بن کر رہ جاتا ہے۔ ملک میں چار مارشل لا لگ چکے ہیں۔ آدھا ملک ختم ہو چکا ہے۔ لیکن ان مجرموں کو کبھی کسی عدالت نے کوئی سزا نہیں دی۔

۱۶۔ اس کے برعکس بڑے بڑوں کیلئے ان بڑے بڑے جرائم میں ملوث پائے جانے کے بعد بھی احتساب کمیشن کی کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔ تاکہ وہ ان کے خلاف انکوائری کر کے اپنی رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کریں۔ اور اس کے بعد ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی عمل میں نہیں لائی جاتی۔ ایسے احکام عوام کو وقتی طور پر بیوقوف بنانے اور دھوکہ دینے کے مترادف ہوتے ہیں۔

۱۷۔ عدل و انصاف میں اتنا بڑا تضاد، ناانصافی کی ایک بدترین مثال میں اضافہ ہے۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ایسی کمیٹیاں اور احتساب کمیشن اور عدالتیں ان کو ثبوت نہ مہیا کرنے کی بنا پر ان جرائم سے بری قرار دیتی چلی آ رہی ہیں۔ رشوت لینے والے رشوت دیکر ایمانداری کی سند حاصل کر لیتے ہیں۔ زمین مافیہ کے ہیرو، اکثر ہاؤسنگ سکیمیں اخبارات کے ذریعہ مشتہر کرتے رہتے ہیں، کوئی متعلقہ سرکاری محکمہ انکے خلاف کسی قسم کی کاروائی نہیں کرتا حکمران انکو کھلی چھٹی دیئے رکھتے ہیں، وہ عوام سے انکی پونجی لوٹتے رہتے ہیں، آخر میں

سرکاری محکموں سے اعتراضات لگوا کر کیس عدالتوں میں لے جاتے ہیں، عدالتیں اور احتساب کمیشن زمین مافیہ سے مل کر عوام الناس کی اربوں کھربوں کی رقمیں آپس میں مل کر ہضم کرنے کا رول ادا کرتے رہتے ہیں۔ مجرم اور انکے لواحقین اندرون اور بیرون ممالک عشرت کدوں میں زندگی بسر کرتے رہتے ہیں، اس تمام کھیل میں ملک کے حکمران شامل ہوتے ہیں۔ کئی کواپریٹو کیسوں کے ذریعہ عوام الناس کی دولت ہضم کر چکے ہیں، آج بھی اقتدار انکی وراثت ہے۔ انکی تمام جائدادیں انہی جرائم کی پیداوار ہیں جو عوام الناس کی ملکیت ہیں۔

۱۸۔ اصل میں یہ تمام نظام اور سسٹم عوام الناس سے انکے وسائل اور دولت لوٹنے اور اپنے ناپسندیدہ لوگوں اور مخالف عنصر کو اپنے راستہ سے ہٹانے اور نشانہ بنانے اور ملکی وسائل لوٹنے اور اپنی حاکمیت مسلط کرنے کیلئے نافذ کئے جاتے ہیں۔ ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک یہ لوٹ کھسوٹ کی پالیسیاں ملک میں رائج ہیں۔ انتظامیہ، عدلیہ کے ارکان ایسے کیسوں میں ان حکمرانوں کے احکام کے سامنے بے بس اور مجبور بن کر رہ جاتے ہیں۔ ورنہ چیف جسٹس آف سپریم کورٹ کو کان سے پکڑ کر عدالت سے باہر پھینک دیا جاتا ہے، کون عیش و عشرت اور حکمرانی کی زندگی بھی چھوڑے اور تا حیات مقدمات کا سامنا بھی کرے۔ مالی بدنی اذیتیں بھی برداشت کرے اور معاشرے میں اپنا جینا بھی دشوار کرلے مغربی جمہوریت کے اس نظام اور سسٹم کو ختم کرنا ان غاصبوں کی موت ہے۔

۱۹۔ یہ جمہوری نظام ان سیاست دانوں کو مکمل تحفظ مہیا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ اصل میں یہ نظام انہی جاگیرداروں اور سرمایہ داروں، مارشل لاء کے جرنیلوں، بلیکیوں، سمگلروں نے اپنے تحفظ اور اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے ملک میں نافذ کر رکھا ہے۔ کوئی آدمی انکے سامنے چوں چراں تک نہیں کرسکتا۔

۲۰۔ سولہ کروڑ کی آبادی میں صرف یہی سات آٹھ ہزار جاگیردار، سرمایہ دار، مارشل لاء کے جرنیل بلیکیئے اور سمگلر، ہارس ٹریڈرز اور رہزن ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک مغربی جمہوریت کی اس سیاسی یونیورسٹی کے مخصوص نصاب کی ماسٹر اور پی ایچ ڈی کی ڈگری عوام سے بذریعہ الیکشن حاصل کر کے ملک کے اعلیٰ ایوانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ یعنی ایم پی اے، ایم این اے، اور سینیٹر کے الیکشن اپنے اپنے مخصوص علاقوں میں لڑتے ہیں۔ جو ان میں زیادہ معاشی اور معاشرتی طاقت کے وارث ہوتے ہیں۔ جن کے پاس مضبوط افرادی قوت ہوتی ہے۔ جو جدید دور کے تھانوں اور کچہریوں کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور اثر و رسوخ کے مالک ہوتے ہیں۔ فوجی حکومت کی آشیرباد کو حاصل کر پاتے ہیں۔ وہی سیاسی جماعت، وہی معاشی اور معاشرتی دہشت گردان بارہ، چودہ سو صاحب اقتدار اور اپوزیشن کے ممبران کی حیثیت سے کامیاب ہوکر اقتدار اعلیٰ کی ان سیٹوں پر قابض اور فائز ہو جاتے ہیں۔

۲۱۔ اس سیاسی یونیورسٹی کے زیر تربیت یہ ممبران، جہالت، ظلم، تشدد، بے رحمی، بدکرداری، بدقماشی، بے حیائی، لوٹ کھسوٹ، حق تلفی، سنگدلی، درندگی، ناانصافی، عدل کشی، ہارس ٹریڈنگ، کمیشن، رشوت، سمگلنگ غرضیکہ ہر قسم کے سکینڈلوں کے رائج الوقت نصاب سے خوب فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

۲۲۔ یہ سیاستدان مارشل لاء کے جرنیل کی مرضی سے الیکشن اور سیلیکشن کے مخصوص طریقہ کار سے اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہر قسم کی اجارہ داری کی وجہ سے تمام انتظامیہ، عدلیہ ان کے مکمل زیر اثر ہوتی ہے۔ سرکاری عہدیداروں کی حثیت ایک محکوم سی ہوتی

ہے۔انکے اشاروں پر ناچنا انکی مجبوری بن جاتی ہے۔وہ انکے ہر جائز نا جائز کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔عوام الناس جو انکے ووٹر ہوتے ہیں بالکل بے جان، بے بس اور مفلوج ہو کر رہ جاتے ہیں۔

۲۳۔اینٹی کرسچن جمہوریت، اسکا نظام اور سسٹم **ملک** کا المیہ بن کر ایک جان لیوا کینسر کی طرح سولہ کروڑ عوام کو چمٹ چکا ہے۔بنکوں کے ملازمین ان کو بینکوں سے کم ریٹ پر قرضے جاری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ملوں، کارخانوں، فیکٹریوں کے اجازت نامے، ان کے حسب خواہش احکام یا منظوری دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کر سکتے۔یہ تمام جرائم حکومتی سطح پر مسلط ہیں۔

۲۴۔**ملک** کے اندر اور باہر ہر قسم کے ٹھیکہ جات اور سپلائی پر پورا پورا کنٹرول اور حسب منشا ریٹوں پر کام لینا اور دینا ان کے روزمرہ جرائم کا حصہ ہیں۔اس کے علاوہ، وہ جب اور جس وقت ان کا جی چاہے۔یہ قرضے ایک دوسرے کو لاکھوں، کروڑوں، اربوں میں بطور سیاسی رشوت معاف کر دیں، انکے نزدیک کوئی بات نہیں۔اس طرح یہ سیاسی وابستگیاں خریدتے رہتے ہیں۔

۲۵۔۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک جتنی لوٹ مار ملکی وسائل، سرکاری خزانہ، سرکاری خرید و فروخت میں کمیشنیں، رشوتیں، جائیدادیں، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، بوگس کمپنیاں بینکوں سے قرضے اور رقمیں ہضم، بینکوں کے نام و نشان ختم، تاج کمپنی کا فراڈ، کواپریٹو کے قرضے، بلیک منی کا غسل، ہارس ٹریڈنگ کا کھیل یہ سب بد اعمالیاں، مارشل لا اور مغربی جمہوریت کی پیداوار ہیں، ان کی سیاسی زندگی کا حصہ ہیں۔

۲۶۔قانون ساز اسمبلیاں ان کی، قانون دان انکے، عدالتیں ان کی تابع فرمان، انتظامیہ ان کے حکم کی پابند، کسی کی کیا مجال کہ ان کے کسی کام میں کوئی عنصر رکاوٹ بن سکے۔انہوں نے ملازمتیں نہیں کرنی۔انکو معطل کرنا، انکو ملازمت سے فارغ کرنا، انکو کیسوں میں ملوث کرنا، انکو بیروزگاری میں مبتلا کرنا، انکو خائف رکھنا۔کسی کی زبان کھینچ لینے سے کم نہیں۔وہ کیوں عیش و عشرت کی زندگی بھی ترک کریں اور اذیتیں بھی برداشت کریں۔

الف۔یہی اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاستدان اور مارشل لا کے حکمران تو ہر قسم کے جرم سے پاک اور معصوم لوگ ہوتے ہیں شاہ جی باہر۔بی بی باہر، بابو باہر اور بقایا کی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے باہر، کاروبار باہر، بنکوں کے اکاؤنٹ باہر، یہ سیاستدان، یہ حکمران انسانی شکل میں کونسی نسل، عقیدہ اور نظریات سے تعلق رکھتے ہیں۔

ب۔قوم کے لیڈران باہر، **ملک** میں مارشل لا کے زیر سایہ اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسکے ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ خرید کئے ہوئے سیاسی حکمران اور انکی اپوزیشن جماعتیں اسی طرح **ملک** کی عوام کو مغربی جمہوریت کی گن پوائنٹ پر زنجیروں میں جکڑے کھڑے ہیں۔

پ۔روشن خیال اسلام کے وارثوں نے دین محمدی ﷺ کے نظام کو حقوق نسواں کے نام پر روند کر رکھ دیا ہے مخلوط تعلیم مخلوط حکومت کے زیر سایہ ۶۸ ایم این اے پر مشتمل انکی ہی مستورات کو حقوق نسواں کے حقوق ادا کر دیئے گئے ہیں، کسی کسان کسی مزدور کی ان میں ایک بیٹی نہیں۔

ت۔**ملک** کی خوشحالی کی خاطر ملکی ملکیتوں کو اونے پونے داموں فروخت کیا جا رہا ہے۔سٹیل مل کی دوبارہ بولی لگنے والی ہے۔**ملک** کو ٹھیکے پر دیا جا رہا ہے۔**ملک** خود کفیل ہو رہا ہے۔یہ ملی رہزن کوئی نیا گل کھلانے والے ہیں۔

ث۔اہل وطن ذرا سوچوتو! ۔یہ سیاستدان، یہ اپنی اپنی جماعتوں کے غدار، یہ ہارس ٹریڈنگ کی پیداوار، یہ حاکم وقت حکمران مارشل لا کی چھتری تلے ملکی ترقی کی خاطر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کو اربوں کھربوں کی قیمتی گاڑیوں اور پٹرول کی خریداری کی چتا میں راکھ بنائے جا رہے ہیں۔ان خرید وفروخت میں بھاری رقمیں بطور کمیشن انکی، اس کاروبار میں حصہ داری انکی، ایجنسیاں انکی، سوکس بنکوں میں تمام کالا دھن پہنچانے کا کنٹرول ان کا، ہے کوئی انکو پوچھنے والا کہ ملی زرمبادلہ کی دولت کو مٹی میں کیوں ملا رہے ہو! ۔ترقی تو وہ ملک کریں گے جو پانچ من لوہے کو پندرہ لاکھ کا بیچیں گے۔اسی طرح اسکے علاوہ پٹرول کی خرید سے بھی ہر روز بیشمار زرمبادلہ کو جلاتے جائیں۔ ملک میں کرپٹ مافیہ اتنی گاڑیاں سڑکوں پر لے آئے، عوام کا پیدل چلنا دشوار ہو جائے، کیا یہ ملکی سرمایہ کی امانتوں کو لوٹنے اور ملک کے چند رہزنوں کو گاڑیاں اور پٹرول مہیا کر کے ملکی زرمبادلہ کا ضیاع نہیں کر رہے۔ایک کلو گوشت کی کمیشن، رشوت کی خاطر ملک کی پوری گائے ذبح کرا دی گئی ہے۔عیش وعشرت کی تفاوتی زندگی گذارنے والا کرپٹ مافیہ اور حکمران ملی مجرم بن چکے ہیں۔جبکہ اس خزانہ کے مالک ستر فیصد کسان، انتیس فیصد مزدور محنت کش اور عوام الناس ہیں جو غربت، مفلسی، بیروزگاری کے ہاتھوں سسک سسک کر اور بالاخر تنگ آکر خودسوزیاں، خودکشیاں کرتے چلے آرہے ہیں۔یہ حکمران، یہ سیاستدان، یہ کرپٹ مافیہ اس ملک اور عوام کے مجرم ہیں۔انکا ہاتھ روک لو، ورنہ گاڑیوں کی قیمتوں کی اقساط، انکا سود اور سات سال تک انکی ادائیگیاں یہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ بطور ایڈوانس سب کچھ لے جائیں گے۔

ج۔ہر سرکاری افسر کے پاس گاڑی، ہر بلیک ہمگلر کمیشن خور، منافع خور، رشوت خور اور سیاستدانوں کے پاس گاڑیاں ہی گاڑیاں، ملکی زرمبادلہ کا ملی قیمتی اثاثہ کو یہ مجرم بڑی بے رحمی سے عیاشی کی چتا میں جھونکے جا رہے ہیں۔

چ۔حکمران اس کاروبار کے برابر کے حصہ دار، انکے عزیز واقارب ان امپورٹیڈ گاڑیوں کی ایجنسیوں کے مالک، کمیشنوں، کرپشنوں اور رشوتوں اور مال بنانے میں مست الست۔

ح۔کسانوں، محنت کشوں پر مشتمل عوام الناس کو زرمبادلہ کے اکٹھے کئے ہوئے ذخائر میں سے اگلے سات سالوں تک ان گاڑیوں کی اقساط اور سود در سود قرضے ادا کرنے کا پابند بنا دیا گیا ہے۔آج ملکی زرمبادلہ منفی زیرو پر پہنچ جاتا ہے اگر یہ تمام اقساط سات سال کی بجائے آج ہی ادا کر دی جائیں۔

خ۔انکی گاڑیاں سڑکوں پر انکے جرائم کے ہارن بجا رہی ہیں، انہوں نے سڑکیں تنگ کر دی ہیں۔پیدل چلنے والوں کیلئے راستے بند کر دئے ہیں۔گاڑیوں اور پٹرول کی خریداری کے ذریعہ ملی زرمبادلہ کی امانت کو یہ عیاش آگ لگانے، جلانے اور خاکستر کرنے میں مصروف ہیں۔ اس نظام کو چلانے کیلئے کتنے قرضے حاصل کئے گئے ہیں اور ملک وملت کس حد تک مقروض ہوتے جا رہے ہیں، یہ رہزن حکمران بتانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔اب تک چالیس ہزار ڈالر تک قرضے پہنچ چکے ہیں، جنکو اس ملک کی عوام نے ادا کرنا ہے۔پچھلے چار سالوں میں نو ارب ڈالر اس قرضے کی رقم کا سود ادا کیا گیا ہے۔یہ قرضے کی ادئیگی ۹۹۰۹ فیصد کسانوں ،مزدوروں، محنت کشوں، بیروزگاروں نے ادا کی ہے ان گاڑیوں کے مالکوں نے، یا وزیراعظم یا صدر پاکستان یا کسی سیاستدان نے تو نہیں کی۔انہوں نے تو رشوت اور کمیشن کھائی ہے۔

د۔کیا یہ حکمران جانتے ہیں کہ یہ **ملک** کن کا ہے، سن لو یہ **ملک** ستر فیصد کسانوں کا ہے جو **ملک** کو گندم، چاول، مکئی، باجرہ، ہر قسم کی دالیں، ہر قسم کا گوشت، ہر قسم کی سبزی، ہر قسم کے پھل، ہر قسم کے میوہ جات، دودھ کی نہریں، ہر قسم کی لکڑی، **ملک** کی تمام انڈسٹری کا خام مال اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند، معمار، اینٹیں تیار کرنے والے انجینئر، لوہا تیار کرنے والے انجینئر، سیمنٹ تیار کرنے والے عظیم انجینئر، گھر، گھروندے، عالیشان بلڈنگیں، بہترین پیلس اور لاجواب پریذیڈنٹ ہاؤس، وزیراعظم ہاؤس، سپریم کورٹ کا عدالتی محل، کنونشن ہال، سڑکیں، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے اور ان میں تیار ہونے والی مصنوعات، **ملک** میں پھیلے ہوئے تمام عجوبے انکے خون جگر کی روشنیوں سے منور ہیں۔ ہر قسم کے ٹیکس ہر فرد ادا کرتا ہے، وہ انکے حقیقی مالک ہیں۔

ذ۔کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور عوام الناس کے ۹۹۰۹ فیصد مسلم امہ کے کسی فرد یا ان کے کسی فرزند یا بیٹی کے پاس ۱۹۴۷ سے لیکر آج تک کوئی ایم، پی، اے یا ایم، این، اے یا سینیٹر یا وزیر و مشیر یا وزیر اعلیٰ و گورنر یا وزیر اعظم یا صدر پاکستان کی کوئی ایک سیٹ انکو مہیا کی گئی ہے تو ملت کو مطلع کریں۔ **ملک** و ملت چند استحصالی افراد پر مشتمل سیاستدانوں، مارشل لا کے جرنیلوں کے ہاتھوں میں مقید ہو چکی ہے۔

ر۔اسی طرح مسلم امہ کے سولہ کروڑ افراد یا انکے کسی فرزند یا انکی کسی بیٹی کو ۱۹۴۷ سے لے کر آج تک کوئی اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی کمشنر، کمشنر یا ایس پی، آئی جی یا کیپٹن، میجر، کرنل، جنرل یا جج، سیشن جج، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج کا کوئی ایک عہدہ پچھلے ساٹھ سالوں سے دیا گیا ہے تو ملت کو مطلع کریں۔ جنکے پاس مال و دولت ہے یہ تعلیمی ادارے انکے ہیں، وہی اقتدار، حکومتی نظام، انتظامیہ اور عدلیہ کے مالک ہیں۔

ڑ۔کیا ستر فیصد کسانوں کے کسی دیہات میں ایک اعلیٰ انگلش میڈیم ادارہ ہے، کوئی کالج، کوئی زرعی یونیورسٹی پورے **ملک** میں ہے، کیا وہ شہروں کے اخراجات، آمدورفت کے اخراجات، انکے تعلیمی اداروں کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔ کیا انتیس فیصد مزدور اور عوام الناس شہروں میں ان شاہی ادروں کے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں۔

س۔اے! ۔صدر پاکستان صاحب، وزیراعظم صاحب، وزرائے اعلیٰ صاحبان اے! ۔وزیر و مشیر صاحبو، اے! ۔دینی جماعتوں کے سیاسی رہنماؤ، اے! ۔ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹ کے ممبران صاحبان اے! ۔فوجی جرنیلو اور کور کمانڈر صاحبو، اے! ۔**ملک** کے جرنلسٹو، اے! ۔اساتذہ کرام اے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طالبعلموں، اے! ۔دینی درسگاہوں کے عظیم طالبعلموں اور دینی رہنماؤ مغربی جمہوریت کے باطل نظام، غاصب سسٹم، عدل کش نظام حیات، اعتدال و مساوات کچلنے والا طریقہ کار، امانت و دیانت کو لوٹنے والا طرز حیات، معاشی اور معاشرتی دہشت گرد تیار کرنے والا طبقاتی نظام مخلوط تعلیم مخلوط حکومت اور مخلوط معاشرہ تیار کرنے اور ازدواجی زندگی کے دینی نظام کو کچلنے والا دین کش نظام حیات، دین محمدی ﷺ کے خلاف سودی معاشی نظام حکمرانوں کی زیر قیادت مغربی جمہوریت کی عدلیہ اور انتظامیہ کا بھیانک کردار، اعتدال و مساوات کے کچلنے کے طریقہ کار، ۹۹۰۹ فیصد عوام الناس کے حقوق سلب کرنے کے جرائم۔ دین محمدی ﷺ کی دوری کی سزا کے متعلق غور و فکر، ان حالات و واقعات کی روشنی میں ایک مدبرانہ افراد کا اجتماع کر کے ان حالات کو سدھارنے کا عمل جاری کرنا ہوگا۔ نہ یہ تحریک ہے اور نہ یہ تاریک یہ تو دین محمدی ﷺ کے دین کی قندیلوں کا روشن الاؤ ہے۔ جس نے دنیا میں ظلمات کو

ختم کرنا اور نور کی روشنیوں کو منور کرنا ہے۔ یہ سیاستدان، اینٹی کرسچن جمہوریت کی لاڈلی اولاد ہیں۔ ان کے خلاف کوئی ادارہ میلی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ کوئی باضمیر خدا خوف، منصف اگر چاہے بھی تو ان کے خلاف کاروائی کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ جب بھی انہوں نے کسی کو باعزت، باوقار معاشرے میں پاک دامنی، پرہیز گاری، متقی، اور ایماندار ہونے کی سند جاری کرنی ہو تو انکے خلاف کیس احتساب کمیشن، کمیٹیوں اور عدالتوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں جہاں ملزمان کے کیس التوا میں رکھ لئے جاتے ہیں۔ جہاں غاصبوں اور رشوت خوروں سے رشوت لیکر شواہد غائب کر کے انکو بری الذمہ قرار دے دیا جاتا ہے۔ جب کہ اصل حقائق اور ہر قسم کے ثبوت اپنے اپنے دور حکومت میں ایک دوسرے کے خلاف تحریری اور زبانی طور پر مہیا کرتے رہتے ہیں۔ اور کیس پراسیکیوٹنگ کی منظوری کے بعد دائر کرتے ہیں۔ یعنی کیس ختم کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ سیاستدانوں اور حکمرانوں کے ہارس ٹریڈنگ کے جرائم کا کھیل شروع ہوتا ہے۔ حکمران اپنے جرائم کو تحفظ دینے کیلئے، دوسرے مجرم لیڈران کے تمام غبن اور لوٹ مار کے کیس ختم کر دیتے ہیں۔ انکے بنکوں میں پڑے ہوئے اربوں ڈالر واپس کر دئے جاتے ہیں۔ کیا ملکی خزانہ کی یہ تمام دولت فوجی صدر ہو یا سیاسی وزیر اعظم یا اسمبلیوں کے ممبران ایسے مجرموں کو معاف کرنے کے مجاز ہیں۔ اب تو عدلیہ آزاد ہے کیا وہ ایسے دونوں مجرموں کے خلاف قانونی کاروائی کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ کیا یہ دونوں بد دیانت پارٹیاں الیکشن میں حصہ لینے کی مجاز ہیں۔ احتساب کمیشن اور انکے عملہ اور انکی شاہانہ تنخواہوں اور مراعات اور انکے اخراجات جو احتساب کے حکومتی دائر کردہ کیسوں پر آئے انکا حساب پوچھنا، ان کیسوں کی طوالت کے متعلق پوچھنا، اس قیدو بند اور ملک بدری سے سیاسی فوائد کا تذکرہ کرنا، اس ہارس ٹریڈنگ کے ذریعہ سودابازی کر کے ان احتساب کمیشنوں کے تمام کیسوں کو ختم کرنا،، ان مجرموں اور حکمران دونوں مجرموں کا مک مکا کرنا، بار بار حکمرانوں کے خلاف تمام رشوت اور کرپشن کی داستانیں رقم کرنا، ان محتسب اداروں کا جمہوری فریضہ بن چکا ہے۔ اسکے علاوہ سیاستدان اور حکمران ہارس ٹریڈنگ کے جرائم کا کھیل شروع کرتے ہیں۔ نئی حکومتوں کو قائم کرنے کا عمل جاری کرتے ہیں، تو یہ ایک دوسرے کیخلاف اربوں کے لوٹ مار کے کیس، سوکس بنکوں میں پڑی ہوئی تمام رقمیں بحال کرنے کے احکام جاری کرتے رہتے ہیں۔ یہ کیسے مجرم حکمران ہیں۔

اگر آج ابراہیم لنکن جو مغربی جمہوریت کے نظام کے خالق تھے۔ جو اس وقت پوری دنیا پر مسلط ہے۔ جس نے دنیا کو باطل کدہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ وہ ایک عظیم دانشور تھے۔ وہ انسانیت دوست انسان تھے۔ آج انکی روح تڑپ جاتی۔ کہ انکے پیروکاروں نے انکی جمہوریت کا کیا حال کر رکھا ہے۔ جمہوریت کے سیاستدانوں نے تو پیغمبران خدا کے درس وتدریس اور ضابطہ حیات کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اگر وہ دین محمدی ﷺ کے الہامی نظریات اور انکی تعلیمات اور شورائی جمہوری نظام سے آگاہی پاتے۔ اپنی عقل پر توبہ کرتے، اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے میں دیر نہ کرتے، وہ اس بات کو آسانی سے سمجھ پاتے۔ زبور شریف ہو، توریت شریف، انجیل مقدس اور قرآن پاک ہو تو، خدا کا کلام۔ پیغمبر خدا کا کلام ہو تو، حدیث مبارک۔ بزرگان دین کا کلام ہو تو، ملفوظات اور اگر کسی دانشور کا کلام ہو تو اقوال۔ یہ اینٹی کرسچن جمہوریت کے نظریات کے حکمران کیسے ظالم اور غاصب ہیں۔ کہ انہوں نے تمام پیغمبران کی آسمانی کتب اور انکی تعلیمات کو پابند سلاسل اور سرکاری طور پر منسوخ کر دیا اور اینٹی کرسچن جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے اقوال اور نظریات اور تعلیمات اور قوانین کو سرکاری بالادستی

دے کر پیغمبران کی تعلیمات کو منسوخ اور کچل کر رکھ دیا ہے۔

تمام مذاہب پرست امتوں کو سوچنا اور غور کرنا ہوگا۔ کہ اللہ تعالی کا عطا کیا ہوا شورائی جمہوری نظام اور مغرب کے کرسچن جمہوریت کے نظریات میں کیا فرق ہے اللہ تعالی کے احکام کی حاکمیت قائم کرنا بہتر ہے یا اینٹی کرسچن جمہوریت کے دانشوروں کی۔ جمہوریت کے طریقہ کار سے نمرود فرعون شداد، یزید اور بش کے نظریات کے سربراہ اور اسکے نمائندوں کے ہاتھ حکومت کا، کاروبار چلا جاتا ہے۔ جو فتنہ اور فساد اور ظلم وجبر کی داستاں رقم کرتے ہیں۔ اسی طرح شورائی جمہوری نظام کے ذریعے اللہ تعالی کی حاکمیت قائم کرنے کیلئے، انکے نظریہ اور طریقہ کار کو اپنانا ہوگا۔ جس سے معاشرے سے صالح، نیک، متقی اور پاکیزہ اہلیت کے سربراہ اور اسکے نمائندوں کی سلیکشن ہوتی ہے۔ وہ ملک وملت پر اللہ تعالی کے ضابطہ حیات کے اصول وضوابط کو نافذ کرتے ہیں۔ اسکی اطاعت خود بھی کرتے ہیں اور مسلمانوں اور انکی نسلوں کو بھی اسکا پابند بناتے ہیں۔ اس سے اعتدال ومساوات، عدل وانصاف اور اخوت ومحبت کے چراغ روشن ہوتے ہیں جو بنی نوع انسان کیلئے باعث کشش اور ظلمات کو روشنیوں میں بدلنے کا سبب بنتے ہیں۔ یا اللہ اسلام کو سرفرازی عطا فرما۔ اس فقیر بے نوا کی دعا قبول فرما اور دین محمدی ﷺ کی بالادستی کی شمع روشن فرما۔ امین۔

بابا جی عنایت اللہ